عہد عباسیہ میں منصب وزارت

عذرا اصغر علی

ادارہ وزارت اپنے طبعی خد و خال اور خصائص کے اعتبار سے اسلام میں منفرد اہمیت کا حامل ہے۔ خصوصاً عہد عباسیہ کی سیاسی تاریخ کو اس کے ذکر کے بغیر مدون نہیں کیا جا سکتا۔ بنیادی طور پر یہ ایک سیاسی اور انتظامی عہدہ تھا جو امور مملکت کی انجام دہی کے سلسلہ میں خلیفہ وقت کی معاونت کرتا تھا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سے عوامل و محرکات تھے جنہوں نے بنو عباس کو اس ادارے کی تشکیل کے لئے مجبور کیا یا پھر خود انہوں نے اس ادارے کے قیام کو اپنے لئے ناگریز سمجھا۔ اس سلسلے میں ہمارے مؤرخین نے جو تجزیاتی حقائق پیش کئے ہیں ان کی روشنی میں مندرجہ ذیل وجوہات سامنے آتی ہیں۔

(۱) اگر تحریک عباسیہ کا مطالعہ کیا جائے تو اس کی کامیابیوں کا تمام تر سہرا عجمیوں خصوصاً ابو مسلم خراسانی کے سر ہے۔ اموی عہد میں عرب و عجم کی وطنی تقسیم اور معاشرتی تفاوت نے جس طرح عصبیت کی آبیاری شروع کر رکھی تھی اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ عجمی نو مسلموں کے اندر ان مساویانہ معاشرتی، مذہبی اور سیاسی حقوق کے حصول کی جدوجہد شروع ہو گئی جس کا حق بحیثیت مسلمان اسلام نے انہیں دیا تھا۔ عدم مساوات کی یہ کشمکش تحریک عباسیہ کی تقویت کا باعث بنی اور بلاشبہ

بنوعباس نے اس تحریک کو امویوں کے خلاف ایک سیاسی حربے کے طور پر استعمال کرتے ہوئے اپنے لئے کامیابی کی راہ ہموار کی ۔

(۲) برسر اقتدار آنے کے بعد عجمی اثرات کے تحت عباسیوں نے نظم مملکت کے سیاسی ڈھانچے میں اہم تبدیلیاں کیں ۔ جن کا بڑا مقصد یہ تھا کہ ملکی کاروبار اور معاشرتی تقاضوں میں عجمی نو مسلموں کو برابری کے حقوق دیئے جائیں تاکہ نہ صرف اسلام پر ان کا کھویا ہوا اعتماد بحال ہو بلکہ ان کی مجموعی قوت اور طاقت کو عباسی حکومت کے استحکام کے لئے استعمال کیا جائے اور اس تالیف قلب کی سب سے بڑی مثال ادارہ وزارت کا قیام ہے جو اس سے قبل اپنی عملی صورت میں ایرانیوں کے ہاں رائج تھا ۔

عہد عباسیہ سے پہلے سیاست اسلامیہ میں اس قسم کے عہدے یا ادارے کی کوئی نظیر نہیں ملتی ۔ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ عہدہ ایرانیوں سے عربوں کے ہاں منتقل ہوا، جیسا کہ فلپ ہٹی نے لکھا ہے کہ ,,اس عہدے کی اصل ایرانی تھی وزیر سائے کی طرح خلیفہ کے ساتھ رہتا اور اس کی نیابت کی خدمت انجام دیتا تھا ،، (۱) ۔

لغوی اور معنوی اعتبار سے وزیر کا تصور قرآن و احادیث کے اندر پایا جاتا ہے مثلاً قرآن پاک میں حضرت موسیٰؑ کی دعا کا ذکر کیا گیا ہے کہ ,, اے میرے خدا میرے خاندان میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا تاکہ اس کی مدد سے میں اپنی کمر مضبوط کر لوں اور اسے اپنے کام میں شریک کر لوں ،،(۲) ۔ اللہ تعالی نے ان کی دعا قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ ,, ہم نے اس کے ساتھ اس کے بھائی کو وزیر بنایا،،(۳) ۔ حدیث میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ,,زمین والوں میں سے میرے وزیر ابوبکرؓ

اور عمرؓ ہیں ،،(۴) ۔ اس سلسلہ میں حضرت عائشہؓ سے ایک اور روایت ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا ،، اللہ تعالی جب کسی امیر سے متعلق خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو سچا اور مخلص وزیر عطا کرتا ہے۔ اگر امیر اپنا فرض بھول جائے تو وزیر اس کو یاد دلاتا ہے اور جب اس کو اپنا فرض یاد آ جاتا ہے تو اس کی مدد کرتا ہے لیکن اگر اللہ تعالی اس وزیر سے متعلق دوسرا ارادہ اختیار کرتا ہے تو اس کو برا وزیر عطا کرتا ہے ، جو نہ اس کو فرض منصبی کی یاد دھانی کرواتا ہے اور نہ فرض کی انجام دھی کے سلسلے میں اس کی مدد کرتا ہے،،(۵)۔

قرآن و احادیث کی اس وضاحت سے اس امر کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اگر وزارت کا مفہوم نظم و نسق کا ھاتھ بٹانا ہے تو یہ صدر اسلام میں پائی جاتی تھی ۔ ،،آنحضورؐ سیاسی اور اجتماعی زندگی کے ہر شعبے میں حضرت ابوبکرؓ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں یہ اعزاز حضرت عمرؓ کو حاصل تھا ۔ علاوہ ازیں ان کے سپرد عدالت اور تقسیم زکوٰۃ کا محکمہ بھی تھا ۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے عہد میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی حیثیت وزراء جیسی تھی اور ان کی ذمہ داریاں ایک وزیر سے کسی طرح بھی کم نہ تھیں ، لیکن انھیں وزیر کے لقب سے خطاب نہیں کیا جاتا تھا ،،(٦) ۔

خلافت راشدہ کے بعد بنو امیہ کی خلافت موروثی ملوکیت کی شکل میں قائم ہوئی تو اس وقت انھیں بھی اپنی سیاسی پالیسی عمل میں لانے کے لئے وزراء کی ضرورت پڑی اس مقصد کے لئے چند ارباب فہم و دانش کا تقرر کیا گیا ۔ اعزاز اور قوت میں ان کی حیثیت وزیروں سے کم نہ تھی اگرچہ سرکاری طور پر ان کے لئے وزیر کا لفظ استعمال نہیں ہوتا تھا ۔ ،، تاہم زیاد کا ایک نام

ضرور ایسا ہے جسے امیر معاویہؓ کے وزیر کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا،،(۷) ۔ البتہ جب عباسیوں کی حکومت قائم ہوئی تو اسلام میں پہلی مرتبہ وزیر کا لفظ سرکاری اصطلاح کے طور پر استعمال ہوا اور مسلمانوں نے ایرانیوں کی تقلید میں یہ عہدہ قائم کیا ۔ » اور یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ عباسیوں میں جو پہلا وزیر ہوا وہ بھی ایرانی تھا »(۸) ۔

اصل خامس وزارت :

اس سلسلے میں ھمارے مفکرین نے مختلف آراء کا اظہار کیا ہے۔ مشہور مفکر ماوردی کے نزدیک ,,لفظ وزارت کے اشتقاق میں تین اختلافات ھیں ۔ ایک یہ کہ لفظ ,,وزر » بوجھ سے ماخوذ ہے کیوں کہ وزیر اپنے بادشاہ کے بوجھ کو اٹھاتا ہے دوسرے یہ کہ لفظ ,, وزر » ملجا و ماویٰ سے ماخوذ ہے چوں کہ بادشاہ اپنے وزیر کی رائے اور اعانت میں پناہ لیتا ہے اس لئے اسے وزیر کہا جاتا ہے۔ تیسرے یہ کہ یہ ,,اوزر » سے ماخوذ ہے جس کے معانی پشت کے ھیں اور جس طرح کہ انسان کا جسم اس کی پشت سے قوی اور مضبوط ھوتا ہے اس طرح بادشاہ اپنے وزیر کی وجہ سے قوی اور مضبوط ھوتا ہے »(۹) ۔ الفخری کے مطابق ,,وزر » کے معنی جائے پناہ اور ,, وزر » کے معنی بوجھ کے بھی ھیں لہذا اگر وزیر وزر سے ھو تو اس کے معنی ھیں وزیر کی رائے کی طرف رجوع کر کے پناہ حاصل کرنا اور اگر وزر بمعنی بوجھ ھو تو اس کا مطلب یہ ھوگا کہ وزیر بادشاہ کا بوجھ اٹھاتا ہے ۔ یہ لفظ جس مادے سے بھی مشتق ھو بہرحال پناہ اور بوجھ ھر دو مفہوم پر دلالت کرتا ہے،(۱۰) ۔ ڈاکٹر حسن ابراھیم حسن لکھتے ھیں ,,کہ وزیر کا لفظ وزر سے ماخوذ ہے جس کے معانی ثقل کے ھیں ۔ وزیر کے شانوں پر چونکہ نظم و نسق کا بار ھوتا ہے ، اس لئے

اسے وزیر کہا جاتا ہے،(۱۱)۔ بعض محققین کے نزدیک یہ لفظ ازر سے لیا گیا ہے، جس کے معانی ہیں تقویت اور اعانت، وزیر بھی سربراہ ریاست کا معاون ہوتا ہے اس لئے اسے اس نام سے پکارا گیا ،، (۱۲)۔

نظام حکومت میں وزراء کی اہمیت :

نظم مملکت میں وزراء کی اہمیت وہی ہے جو جسم انسانی میں اعضا کی ہے۔ جسم انسانی ان اعضا کے بغیر کام نہیں چلا سکتا اسی طرح سربراہ ریاست بھی وزراء اور اعوان و انصار کے بغیر حکومت کا نظم و نسق نہیں چلا سکتا۔ ,,وزیر، بادشاہ اور رعیت کے درمیان واسطہ ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس کے مزاج میں ایک حصہ ایسا ہو جو فرماں رواؤں کی طبیعت سے ملتا ہو اور دوسرا حصہ عوام کے مزاج سے مناسبت رکھتا ہو تاکہ وہ مقبولیت، محبت اور امانت میں دونوں فریقوں سے نباہ کر سکے ،، (۱۳) امام جس کے سپرد تمام امت کے معاملات کی انجام دہی ہے وہ خود اپنے اختیارات کو تقسیم کئے بغیر تمام معاملات کو انجام نہیں دے سکتا۔ نیز تدبیر حکومت میں ایک شخص کا اور شریک ہو جانا شخص واحد کے مقابلہ میں زیادہ مفید ہے، کیونکہ اس صورت میں امام اپنے وزیر سے معاملات ملکی میں امداد و مشورہ لیتا رہے گا۔ اس طرح غلطیوں اور لغزشوں سے زیادہ محفوظ رہے گا ،، (۱۴).

وزارت کی اقسام :

ہمارے مفکرین نے وزارت کی دو اقسام پر زیادہ زور دیا ہے۔
(۱) وزارت تفویض (۲) وزارت تنفیذ۔

وزارت تفـویض :

وزارت تفویض سے مراد ہے کہ ,,امام اس شخص کو اپنا وزیر بنا لے جسے تمام معاملات اور نظم و نسق کے کلّی اختیارات سونپ دیئے

گئے ہوں۔ اور جو اپنی رائے اور اجتہاد کے مطابق مناسب تدابیر اختیار کر سکتا ہو نیز ان تدابیر کو نافذ بھی کر سکتا ہو "(۱۵) جب امام یا خلیفہ وزیر تفویض کا تقرر کرتا تو عموماً مندرجہ ذیل الفاظ ادا کئے جاتے تھے، ,,میں تمھیں ان تمام ملکی امور میں اپنا نائب مقرر کرتا ہوں جو مجھ سے متعلق ہیں"(١٦) ۔ چنانچہ نائب خلیفہ ہونے کی حیثیت سے اس کے تمام احکامات مستند تصور کئے جاتے تھے ۔ اس نوع سے تعلق رکھنے والے وزیر کلّی اختیارات کے حامل ہوتے اور جملہ امور سے متعلق آزادانہ فیصلہ کر سکتے تھے " ۔ عہد عباسیہ میں وزارت تفویضی کی واضح مثال یحییٰ ، فضل اور جعفر کی وزارت ہے " (١٧) .

وزیر تفویض کی اہلیت کی شرائط :

وزیر تفویض کی اہلیت سے متعلق ہمارے سیاسی مفکرین نے مختلف شرائط اور اوصاف کو بیان کیا ہے۔ ماوردی رقم طراز ہے کہ وزیر تفویض کے لئے ضروری ہے کہ وہ عفیف و وضعدار ہو، مہذب اور تجربہ کار ہو، اسرار حکومت کا امین ہو، مشکل سے مشکل کاموں میں مستعد ہو، اسکے سکوت سے حلم اور گفتگو سے علم نمایاں ہو ۔ صرف آنکھ کے اشارے سے وہ بات سمجھ جائے اور ایک لمحہ کی مدت ھی اس کے لئے کافی ہو ۔ اس میں امراء کا دبدبہ و حکماء کی دور اندیشی ہو، علماء کی تواضع اور فقہاء کی سمجھ ہو، اگر اس پر احسان کیا جائے تو وہ ممنون ہو، اگر کسی تکلیف میں مبتلا ہو تو صبر کرے ۔ آج کے فائدے کو کل کے نقصان کی وجہ سے ضائع نہ کرے۔ وہ اپنی فصاحت اور انداز بیاں کی وجہ سے قلوب کو موہ لے ۔ اگر ان شرائط میں کمی کی گئی تو اس نسبت سے انتظام ملکی میں خلل پیدا ہوگا ۔ کیونکہ اگرچہ یہ باتیں خالص دینی شرائط میں داخل

نهیں مگر یہ ایسی شرائط هیں جن کا دینی شرائط سے اس لئے تعلق ہے کہ امت وملت کے مصالح کےلئے ان شرائط کا هونا ضروری ہے،،(۱۸)

الفخری کے نزدیک ،،وزیر کے لئے مساوات ، زیرکی، ذهانت، بیدار مغزی ، تدبیر اور دور اندیشی نہایت ضروری اوصاف هیں ۔ اسے بڑا سخی اور کھلانے پلانے والا هونا چاهیئے تاکه وہ لوگوں کی گردنیں جھکا سکے ۔ اور هر زبان پر اس کا ذکر خیر هو ۔ نرمی، بردباری و ثابت قدمی، حلیم و وقار ، اقتدار اور هر بات کا دهنی هونا بھی اس کے لئے لازمی خدمات هیں،،(۱۹) ۔ نظام الملک طوسی کے بقول ،،وزیر میں سب سے بڑی صفت عقل و فہم ہے تاکه وہ اپنی کارروائیوں کو عقل کی کسوٹی پر پرکھ سکے۔ دوسری صفت یہ هونی چاهیئے کہ وہ بلند کردار کا مالک هو۔ اس میں خلوص و صداقت هو کیوں کہ ان صفات کے بغیر وزیر نہ تو اپنے آقا کا وفادار هو سکتا ہے اور نہ هی ملک کا بھی خواہ هو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ تاریخ عالم کا ماهر هو کیونکه تاریخ هی ایسا علم ہے جو صحیح نتائج اخذ کرنے میں معاون ثابت هو سکتا ہے۔ اس لئے کہ تاریخ اور سیاست میں بہت گهرا تعلق ہے ،،(۲۰) ۔ کیکاؤس کے نزدیک ،،وزیر کا عاقل اور ذکی هونا ضروری ہے تاکه وہ جلد معاملات کی تہه تک پہنچ جائے ۔ اس میں وفاداری کی صفت بھی لازمی ہے۔ تاکه غداری کرکے سلطنت کے زوال اور عوام کی تکلیف کا باعث نہ بنے ۔ اس کی تمام تر توجه اس امر کی جانب هونی چاهیئے کہ آمدنی میں اضافه هو اور کم آباد علاقے آباد کئے جائیں ،،(۲۱) ۔ عبدالرزاق کانپوری لکھتے هیں ،،وزارت تفویض مذهبی خصوصیات کی بنا پر صرف مسلمانوں کا حصه تها کسی ذمی کو یہ خدمت نہیں دی جا سکتی تهی ۔ اس وزیر کی خلیفه سے وهی نسبت تهی جو حضرت موسیٰؑ کی جناب هارون سے

اور یه بھی شرط تھی که اس وزارت پر کبھی دو شخص مقرر نہیں هو سکتے "(۲۲) ۔

وزیر تفویض کے اختیارات :

ماوردی کے نزدیک امام کی طرح وزیر تفویض کے لئے جائز ہے که وہ خود هی احکام نافذ کرے اور حکام مقرر کرے کیونکه اس کی اهلیت اسے حاصل ہے۔ وہ فوجداری مقدمات کی سماعت خود بھی کر سکتا ہے۔ نیز اس کے لئے اپنا قائم مقام بھی مقرر کر سکتا ہے کیونکه اس میں قابلیت موجود ہے۔ نیز وہ خود بھی جہاد کے لئے جا سکتا ہے اور دوسروں کو بھی اپنا قائم مقام مقرر کرکے روانه کر سکتا ہے۔ اسے یه بھی حق حاصل ہے که مصالح ملکی کے لئے اس نے جو امور سوچے هیں ۔ انهیں خود نافذ کرے یا کسی اور کے ذریعے نافذ کروائے کیونکه ان تمام باتوں کی صلاحیت پہلے سے اسمیں موجود ہے (۲۳)

تین چیزوں کے سوا وزیر تفویض کے وهی اختیارات هیں جو امام کے هیں، وہ تین چیزیں یه هیں (۱) امام اپنا ولی عهد مقرر کر سکتا ہے ، وزیر کو اس کا اختیار نہیں (۲) امام کو یه حق حاصل ہے که وہ کسی فرد کو حق خلافت سے محروم کر سکتا ہے ، لیکن وزیر اس کا مجاز نہیں (۳) امام وزیر کے مقرر کردہ شخص کو معزول کر سکتا ہے ، لیکن وزیر امام کے مقرر کردہ شخص کو معزول نہیں کر سکتا ۔ مذکورہ تین امور کے علاوہ امام وزیر کے روزمرہ کے کاروبار میں مداخلت نہیں کر سکتا مثلاً وزیر انتظامی معاملے میں کوئی حکم صادر کرے یا کسی جائیداد سے متعلق حکم دے اور امام محسوس کرے که وزیر سے غلطی هوئی ہے تو بھی وزیر کے احکام میں ردوبدل نہیں کر سکتا البته بنیادی مسائل یا ایسے معاملات جن کے نتائج دوررس هوں امام دخل دے سکتا ہے مثلاً کسی صوبے کے گورنر کے

تقرر میں یا جنگی مہمات جاری رکھنے میں امام کا خیال ہو کہ وزیر حق بجانب نہیں تو امام وزیر کے حکم کو کالعدم قرار دے کر دوسرا حکم نافذ کر سکتا ہے "(۲۴) ۔

وزارت تنفیـذ :

یہ وزارت محض امام ، اس کی رعایا اور والیوں کے درمیان ایک ذریعہ یا واسطہ ہوتی ہے۔ اگر اس قسم کے وزیر کو امام مشورے میں شریک کرے تو اسے وزیر ھی کہیں گے اور اگر مشورہ میں شریک نہیں کیا جاتا تو اسے صرف واسطہ اور سفیر ھی کہا جائے گا ۔ عام طور پر اس قسم کی وزارت کے انعقاد کے لئے کسی حکم صریح کی ضرورت نہیں پڑتی" (۲۵) ۔ اس قسم کا وزیر محض امام کی طرف سے جاری کردہ احکامات کی تعمیل کرتا ہے اور شاھی فرامین کو عوام تک پہنچاتا ہے۔ چنانچہ وزیر تنفیذ کے لئے وزیر تفویض جیسے خصائص کا حامل ہونا ضروری نہیں "(۲۶) ۔

میرے نزدیک آج کل کی اصطلاح میں اس قسم کے وزیـر کو سکریٹری کہا جاتا ہے۔ وزارت تنفیذ کے نظام کو صدارتی نظام بھی کہا جا سکتا ہے۔ جس میں تمام انتظامی اختیارات صدر کے پاس ہوتے ھیں اور اس کی مجلس وزراء صدارتی کابینہ کہلاتی ہے۔

وزیر تنفیذ کی اھلیت کی شرائط :

ماوردی کے نزدیک اس عہدے کے لئے سات شرائط وصفات کا ہونا ضروری ہے۔ ایک امانت تاکہ جو بات اس سے کہی جائے اس میں خیانت نہ کرے۔ دوسرے صدق لہجہ تاکہ ہر قسم کے احکام میں اس پر بھروسہ کیا جا سکے ۔ تیسرے یہ کہ لالچی نہ ہو۔ چوتھے یہ کہ اس میں اور عوام میں کوئی بغض و عداوت قائم نہ ہو۔ پانچویں یہ ہے کہ مرد ہو۔ چھٹے یہ کہ اس میں ذکاوت و ذھانت ہو تاکہ وہ

خلیفه کے احکام کو اچھی طرح سمجھ سکے ۔ ساتواں یه که عاشق مزاج اور شوقین نه هو کیونکه یه باتیں حق سے باطل کی طرف لے جاتی هیں ۔ علاوه ازیں وزیر تنفیذ کے لئے مسلمان هونا کوئی لازمی شرائط نهیں ایک ذمی بهی اس عهدے پر فائز هو سکتا ہے "(۲۷) ۔

وزیر تنفیذ کے اختیارات :

وزیر تنفیذ کے اختیارات بہت محدود هیں ۔ اس کا کام صرف یه ہے که امام جو حکم دے اسے بجا لائے اور جو فرمان جاری کرے اس کے مطابق عمل کرے اس کے فرائض میں یه بهی داخل ہے که گورنروں کے تقرر اور جنگی تیاریوں سے متعلق معلومات فراهم کرے ۔ گورنروں کے چال چلن اور عام حالات سے بهی امام کو اطلاع دیتا رهے ، "تاهم وزیر تنفیذ نه تو مفصل خصومات کر سکتا ہے اور نه هی گورنروں کا تقرر اس کے احاطه اختیار میں داخل ہے۔ وه جنگی مهمات سے متعلق کوئی سروکار رکھ سکتا ہے اور نه هی سرکاری خزانے سے رقوم برآمد کرانے کے اختیارات اس کو حاصل هیں "(۲۸) ۔

اداره وزارت اور اس کے محاسن و مصائب کی تفصیل سے اس کی اهمیت اور عمومی رجحانات کا بخوبی اندازه لگایا جا سکتا ہے۔ قبل اس کے که وزارت کے سیاسی اتار چڑهاؤ اور تدریجی پهلوؤں کو دیکھا جائے، ضروری معلوم هوتا ہے که عهد عباسیه کے مختلف ادوار میں اس عهدے کی جزئیات پر روشنی ڈالی جائے تاکه اداره وزارت کی نوعیت و اهمیت اور اس کے عمومی اثرات کا تعیین کرنے میں آسانی پیدا هو ۔

عہد عباسیہ کا ابتدائی دور اور ادارہ وزارت کا قیام

نام خلیفہ	نام وزیر	وزارت کی نوعیت	عمومی کیفیت
السفاح	ابوسلمہ خلال	وزارت تنفیذ	قتل کر دیا گیا ۔
,,	ابوجہم	,,	زہر دیکر ہلاک کر دیا گیا ۔
,,	خالد برمکی	,,	سفاح کے عہد تک اپنے منصب پر فائز رہا ۔
المنصور	,,	,,	عہدے سے الگ کرکے موصل اور آذربائیجان کا گورنر بنا دیا گیا ۔
,,	ابو ایوب موریانی	,,	قتل کر دیا گیا ۔
,,	ربیع بن یونس	,,	منصور کے عہد تک اپنے منصب پر فائز رہا ۔
مہدی	ابوعبیدہ معاویہ بن یسار	تفویض	وزارت سے موقوف کر دیا گیا ۔
,,	ابو عبداللہ یعقوب بن داؤد	تنفیذ	عہدے سے ہٹا کر قید کر دیا گیا ۔
,,	فیض بن ابی صالح	,,	مہدی کی وفات تک اپنے عہدے پر قائم رہا ۔
ہادی	ربیع بن یونس	,,	عہدے سے الگ کر دیا گیا ۔
,,	ابراهیم بن زکوان حرانی	,,	ہادی کی وفات تک وزارت پر فائز رہا ۔
وزارت کا دور عروج			
ہارون الرشید	یحیی بن خالد برمکی	وزارت تفویض	معمر ہو جانے پر وزارت اپنے بیٹوں کے سپرد کر دی ۔
,,	فضل بن یحییٰ	,,	کچھ عرصہ کے بعد ہارون کی خواهش پر وزارت اپنے بھائی کے حوالے کر دی ۔
,,	جعفر بن یحییٰ	,,	قتل کر دیا گیا ۔
ہارون الرشید	فضل بن ربیع	تفویض	ہارون کی وفات تک منصب پر فائز رہا ۔
امین الرشید	,,	,,	امین کی وفات تک اپنے عہدے پر کام کرتا رہا ۔
مامون الرشید	فضل بن سہل	,,	قتل ہو گیا یا قتل کروا دیا گیا ۔
,,	حسن بن سہل	,,	کچھ عرصہ بعد خود هی گوشہ نشینی اختیار کر لی ۔
,,	احمد بن ابی خالد	وزارت تنفیذ	وفات پائی ۔
,,	احمد بن یوسف	,,	وفات پائی ۔
,,	ابو عباد ثابت بن یحیی	,,	مامون کی وفات تک وزیر رہا ۔
معتصم	فضل بن مروانی	,,	وفات پائی ۔
,,	احمد بن عمار	,,	معزول کر دیا گیا ۔
,,	محمد بن عبدالمالک زیات	,,	معتصم کی وفات تک عہدے پر برقرار رہا ۔
واثق باللہ	,,	,,	واثق کی وفات تک منصب پر قائم رہا ۔

عباسیوں کا دور انحطاط اور ادارہ وزارت :

جعفر متوکل	محمد بن عبدالمالک زیات	وزارت تنفیذ	قتل کر دیا گیا ۔
،،	ابو الوزیر	،،	موقوف کر دیا گیا ۔
،،	ابوجعفر محمد بن فضل جرجراری	،،	موقوف کر دیا گیا ۔
،،	عبیداللہ بن یحیی	،،	متوکل کی وفات تک اپنے عہدے پر فائز رہا ۔
منتصر باللہ	احمد بن خصیب	،،	منتصر کی وفات تک اپنے عہدے پر قائم رہا ۔
مستعین باللہ	ابوصالح	،،	روپوش ہو گیا ۔
معتز باللہ	ابوفضل جعفر بن محمود	وزارت تنفیذ	معزول کر دیا گیا ۔
،،	ابوجعفر احمد بن اسرائیل	،،	قید کر دیا گیا ۔
،،	ابوفضل جعفر بن محمود	،،	معتز کی وفات تک عہدے پر برقرار رہا ۔
مہتدی باللہ	سلیمان بن وہب	،،	مہتدی کی معزولی تک وزیر رہا ۔
معتمد باللہ	یحیی بن خاقان	،،	وفات پائی ۔
،،	حسن مخلد	،،	معزول کر دیا گیا ۔
،،	احمد بن ابی صالح	،،	وفات پائی ۔
،،	عبید اللہ بن سلیمان	،	معتمد کی وفات تک عہدے پر برقرار رہا ۔
معتضد باللہ	قاسم بن عبیداللہ	وزارت تفویض	معتضد کی وفات تک وزیر رہا ۔
مکتفی باللہ	عباس بن حسن	وزارت تنفیذ	قتل کر دیا گیا ۔
مقتدر باللہ	ابن فرات	وزارت تفویض	تین بار وزارت سنبھالی اور بالآخر قتل کر دیا گیا ۔
،،	یحیی بن خاقان	وزارت تنفیذ	قید کر دیا گیا ۔
،،	علی بن عیسی	وزارت تفویض	موقوف کر دیا گیا ۔
،،	حامد بن عباس	وزارت تنفیذ	قتل کروا دیا گیا ۔
،،	عبیداللہ بن یحیی	،،	وفات پائی ۔
،،	احمد بن عبیداللہ	،،	معزول کر دیا گیا ۔
،،	ابن حفصہ	،،	قید کر دیا گیا ۔
،،	سلیمان بن حسن	،،	گرفتار کر لیا گیا ۔
،،	عبیداللہ بن محمد کلوزانی	،،	گوشہ نشین ہو گیا ۔
،،	حسین بن قاسم	،،	گرفتار کر لیا گیا ۔
مقتدر باللہ	ابوالفضل جعفر	وزارت تنفیذ	مقتدر کے دور تک وزیر رہا ۔
قاہر باللہ	ابن حقلہ	،،	معزول کر دیا گیا ۔
،،	محمد بن قاسم	،،	گرفتار کر لیا گیا ۔
راضی باللہ	ابن حقلہ	،،	معزول کر دیا گیا ۔
،،	عبدالرحمان بن عیسی	،،	معزول کر دیا گیا ۔
	ابو جعفر محمد بن قاسم	،،	فرار ہو گیا ۔
	سلیمان بن حسن	،،	معزول کر دیا گیا (۲۹) ۔

عہد عباسیہ کا دور زوال اور وزارت کی نوعیت میں تبدیلی :

,,راضی باللہ کے زمانہ میں حکومت کے نظم و نسق میں بڑے بڑے جرنیلوں کا اثر و اقتدار بہت بڑھ گیا تھا ۔ جس کی بنا پر حکومتی نظام کو اعتدال پر لانا خارج از امکان ثابت ہوا اور خلیفہ نے مجبور ہو کر واسط اور بصرہ کے گورنر ابن رائق کے ہاتھ میں نظم حکومت دے دیا اور اسے امیر الامراء کا لقب دیا ۔ ابن رائق کا اثر و اقتدار اس قدر بڑھا کہ وزیر اعظم کی حیثیت ایک ماتحت کی ہو گئی اور درحقیقت امیر الامراء کے عہدے کے بعد وزارت کے اقتدار کا خاتمہ ہو گیا،، (۳۰) ۔

مذکورہ فہرست کی مدد سے ادارہ وزارت کو عہد عباسیہ کے اتار چڑھاؤ کے حوالے سے پرکھنے کی کوشش کی گئی ہے اور نتیجہ درج ذیل نکات مرتب کئے گئے ہیں ۔

(۱) بنو عباس کی شخصی حکومت کا آغاز اور وزارت تنفیذ ۔

(۲) بنو عباس کی شخصی حکومت کا دور عروج اور وزارت تفویض و تنفیذ ۔

(۳) بنو عباس کی شخصی حکومت کا دور انحطاط اور ضعف وزارت ۔

سب سے اہم بات جو عہد عباسیہ کے حوالے سے ہمارے سامنے ایک تجزیاتی حقیقت کے طور پر آئی ہے وہ یہ کہ شخصی حکومتیں اپنے زمانے کی سیاست و حکومت ، نظم اقتصادیات اور طرز معاشرت کی ترقی اور تنزلی میں اپنی صلاحیتوں ، مضبوط پالیسیوں اور شخصی رجحانات کے اعتبار سے اہم کردار ادا کرتی ہیں اور تاریخی شواہد کی روشنی میں یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ سلطنت کے تمام ادارے شخصی حکومتوں کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ ساتھ روبہ سفر رہتے ہیں ۔

بنو عباس کا دور اول سفاح اور منصور جیسے حکمرانوں کا رهین منت نظر آتا ہے۔ جو نہ صرف بانی سلطنت تھے بلکہ تأسیس حکومت کے بعد نظم ملکی میں بھی بے حد اہمیت کے حامل تھے ۔ اگرچہ عجمیوں کی پشت پناهی سے ان کی حکومت معرض وجود آئی تھی مگر وہ اس بات کو کبھی برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ ان کے مددگار عجمی سلطنت کا اقتدار ان سے چھیننے کی کوشش کریں یا ان کے حریف علویوں میں منتقل کرنے کا منصوبہ بنائیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان خلفاء نے ایسے وزراء کو بڑی سنگین سزائیں دیں جو اس قسم کی سازشوں میں ملوث تھے ۔ یا جن کا رجحان علویوں کی طرف تھا ۔ اس جرم میں سفاح نے ابو سلمہ خلال کو ، مہدی نے یعقوب کو ، هارون الرشید نے برامکہ کواور مامون نے فضل بن سہل جیسے وزراء کو موت کے گھاٹ اتار دیا "۔(٣١) ۔

شخصی استبداد کے اس دور میں وزارت تنفیذ کی مثال ملتی ہے۔ منصور کے عہد میں وزراء کو کوئی اقتدار حاصل نہیں تھا وجہ یہ تھی کہ منصور کی شخصیت آمرانہ اقتدار کی حامل تھی اور پوری سلطنت کا نظم و نسق اس کے اشارے سے حرکت میں آتا تھا ۔ وزراء کی کوئی اہمیت نہیں تھی ۔ وزراء کی زندگی ہر وقت معرض خطر میں رهتی اور جبین خلافت کی ایک شکن ان کی هستی کو حرف غلط کی طرح مٹا دیتی ۔ تاهم رعایا پر وزراء کا غیر معمولی رعب و دبدبہ هوتا تھا اور ان کی مصیبت سے لوگ لرز اٹھتے تھے ۔ اور اگرچہ منصور کی حد سے زیادہ خود اعتمادی نے وزارت کی اہمیت کو پس پشت ڈال دیا تھا ۔ مگر اس کے باوجود وہ همیشہ امور مملکت کے سلسلے میں وزراء سے مشورہ لیتا تھا "(٣٢)۔

وزارت کا اقتدار اور اثر و نفوذ ہارون الرشید کے عہد میں ذرہ کمال تک پہنچ گیا ۔ ابن خلدون کے بقول جب سلطنت کی شان و شوکت بڑھی تو وزیر کے اختیارات بھی بڑھے اس کی عظمت بھی بلند ہوئی اور امور ملکی میں حل و عقد کا وہ بادشاہ کی طرح نائب سمجھا جانے لگا ۔ پھر تو ہر چھوٹے بڑے کی گردن اس کے سامنے جھکی تمام شعبے اس کے ہاتھ میں آ گئے ۔ یہاں تک کہ مشہور برمکی وزیر جعفر بن یحیی کو اس کے عام اختیارات اور سلطنت پر اس کے اقتدار کلی کو دیکھ کر سلطان کہا گیا (۳۳) ۔

عباسیوں کے مشہور ترین وزرائے تفویض آل برمک ہو گزرے ہیں ,, دولت عباسیہ میں جو اعزاز اور رتبہ برامکہ کو حاصل تھا وہ اور اراکین سلطنت کو نصیب نہ تھا ۔ بڑی بڑی ولایتوں اور صوبوں کے یہی مالک و حکمران تھے ۔ ہارون الرشید نے مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد قلمدان وزارت یحیی کے سپرد کرکے امور مملکت کے سیاہ سفید کا مکمل اختیار دے دیا ۔ یحییٰ کا بہت بڑا خاندان تھا حقیقی اور چچیرے بھائی کثرت سے تھے ۔ اس کے بیٹے جعفر، فضل اور محمد امور سلطنت میں اپنے باپ کی طرح دخیل تھے ۔ چونکہ ہارون نے یحییٰ کی گود میں پرورش پائی تھی اس وجہ سے ادب کے ساتھ یحییٰ کو باپ کے خطاب سے مخاطب کرتا تھا ،،(۳۴) ۔

جعفر کے دور وزارت میں برامکہ سلطنت عباسیہ کے مختار کل بن گئے تھے ان کا جاہ جلال اور سیاسی اثرات اس حد تک بڑھ گئے کہ خود ہارون الرشید خزانہ سے ایک معمولی رقم بھی ان کی اجازت کے بغیر نہیں لے سکتا تھا ۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت کے تمام شعبوں پر آل برامکہ کے افراد چھائے ہوئے تھے ۔ برامکہ نے اپنے گھر مال و دولت سے بھر رکھے تھے ۔ رفتہ رفتہ ان کا اقتدار حکومت و سلطنت

میں اس درجہ بڑھ گیا کہ خلیفہ کا نام ھی نام رہ گیا ۔ ,,حکام کا عزل و نصب ان کے اشارے سے معرض وجود میں آتا برامکہ کے سوا سب کو وزارت و فوجی قیادت اور کتابت سے محروم کر دیا گیا تھا۔(۳۵) مگر کب تک ؟ بالآخر ھارون کی دوربین نظروں نے برامکہ کے اس غیر معمولی اثر و رسوخ سے مستقبل میں خطرہ محسوس کیا اور اس اندیشہ سے اس کی نظریں بدل گئیں اور ان تمام تر الزامات سے قطع نظر جو ھمارے مورخین نے آل برامکہ سے متعلق بیان کئے ھیں یہ بات اپنی جگہ ٹھوس حقیقت ہے ,,کہ آل برامکہ نے امور سلطنت میں اپنی جڑیں اس حد تک مضبوط کر لی تھیں کہ اگر ھارون معمولی بھی قدم اٹھاتا تو ملک بھر میں اس کے خلاف بغاوت ھو جاتی۔ خاص طور پر خراسان میں اس قسم کے خطرات پائے جاتے تھے اور ھارون کو پورا یقین تھا کہ جعفر برمکی ایرانی پہاڑیوں میں روپوش ھو کر اس کے خلاف کوئی بڑا قدم اٹھا سکتا ہے۔ چنانچہ ان خطرات کو بھانپتے ھوئے اس نے اچانک آل برامکہ سے متعلق فیصلہ کر لیا ۔ جعفر کو قتل کروا دیا گیا ۔ یحیی ، فضل اور دیگر لوگ جیل بھیج دیئے گئیے ۔ ،، (۳٦)

وزارت تفویض کی دوسری بڑی مثال مامون کا عہد حکومت ہے ۔

مامون کے اولین وزیر بنوسہل ھوئے ان کا اقتدار زمانے کی پیشانی کا چمکتا ستارہ اور تاج زمانہ کا آبدار موتی تھا ۔ یہ برمکیوں کے اقتدار کا چھوٹا نمونہ بلکہ انہی کا پیدا کردہ تھا ۔ مامون کا پہلا وزیر فضل بن سہل تھا جسے ذوالریاستین اور الوزیر الامیر کا لقب دیا گیا ۔ اسے ذوالریاستین یعنی وزارتوں والا اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس نے تلوار اور قلم دونوں کو یکجا کر دیا ۔ فضل مامون کے مزاج میں اس حد تک دخیل ھو چکا تھا کہ جس کام کو کرنا چاھتا

مامون کی اجازت کے بغیر کر گزرتا اور جس امر کو چھپانا چاهتا خلیفه کے کان میں اس کی آواز تک نه پهنچتی تهی ۔ اراکین حکومت کو یه مجال نه تهی که اشارةً کنایةً بهی اس کا تذکره لب پر لاتے ،،(۳۷)

مذکوره وجوهات کی بنا پر خواهان سلطنت کی نفرت فضل کے خلاف بڑهنے لگی اور آئے دن فتنه و فساد برپا هونے لگے ۔ چنانچه جیسے هی مامون کو امام علی رضا کی معرفت اصل حقائق کا پته چلا تو فضل بن سهل کا قتل عمل میں آیا ۔ فضل کے قتل کے بعد اس کے بهائی حسن کو وزیر تفویض مقرر کیا گیا اور مامون نے فضل کے قتل کی تلافی کے طور پر حسن کی بیٹی بوران سے شادی کی ۔ سهل برادران کے بعد جتنے وزراء بهی مامونی عهد میں وزارت کے عهدے پر فائز هوئے ان کے عهدے کی نوعیت وزارت تنفیذ تهی ۔ انهیں امور سلطنت کے سلسلے میں کوئی اختیارات حاصل نهیں تهے ۔ ان کا کام محض مامون کے احکامات کا نفاذ تها ۔ اس زمانے کے وزرائے تنفیذ میں سب سے زیاده معروف احمد بن خالد اور احمد بن یوسف تهے ،، (۳۸)۔

,,دولت عباسیه میں جب انحطاط اور ابتری کی کیفیت پیدا هوئی تو اس کا محور ایک نهیں رها بلکه کبهی وزارت بنی اور کبهی اس کا مرکز عمل سلطان کی ذات بنی ۔ وزارت عظمی جب حکومت کی مشینری پر حاوی هو جاتی تو استبداد کا مرکز وزیر اعظم هوتا ۔ رائے عامه کی نظر میں خلیفه کے نائب هونے کی وجه سے اس کے احکامات کی حیثیت شرعی هوتی تهی ۔ اس لئے وه مذهبی رنگ میں اپنے استبداد کو عمل میں لاتا اور جب وزیر کی حیثیت ایک پیشکار یا سیکریٹری کی هوتی تو اس وقت سلطان کا پله بهاری هوتا اور اسے جبر و استبداد کا موقع ملتا،، (۳۹) اس دور میں وزارت کے لئے رقیبانه

مقابلہ شروع ہو چکا تھا ۔ وزراء ایک دوسرے کو شکست دینے کے لئے کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھتے ۔ اس مقصد کے لئے ریشہ دوانیاں کی جاتیں خلیفہ کو بڑی بڑی رشوتیں دی جاتیں اور ذلیل سے ذلیل حرکت کرنے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا تھا »(۴۰) ۔ دور انحطاط میں ہر حریف کے ایجنٹ ہوا کرتے تھے جو اس کی حمایت میں پروپیگنڈہ کرتے اس دور کے وزیر خوشامد میں خلیفہ قصر کی عورتوں و خادموں اور منہ چڑھے ملازمین کے سامنے دولت کے انبار لگا دیتے اور یہ دولت رعایا پر طرح طرح کے ٹیکس لگا کر فراہم کی جاتی تھی ۔ عام طور پر کمزور وزراء کو اس عہدے پر فائز کیا جاتا تھا ، تاکہ وہ خلیفہ کی ذات پر بے شمار دولت صرف کر سکیں »(۴۱) ۔

نظم مملکت کی ان بے اعتدالیوں کی وجہ سے راضی باللہ کے عہد میں وزیر کی جگہ امیر الامرا نے سنبھالا اور پہلا امیر الامرا واسط و بصرہ کے گورنر ابن رائق مقرر کیا گیا ۔ جس کا اقتدار نہایت سرعت کے ساتھ بڑھ گیا اور وزیر کی حیثیت ایک ماتحت کی سی ہو گئی۔ جس کے نتیجہ کے طور پر وزیر کا عہدہ ایک مہمل اور بے معنی سا لفظ بن کر رہ گیا ۔ اس کا کام صرف یہ رہ گیا تھا کہ جشن اور تقریب کے موقع پر سیاہ لباس، پٹکا اور تلوار لٹکا کر دربار میں حاضر ہو جائے اور ادب و احترام کے ساتھ خاموش کھڑا رہے »(۴۲) ۔

راضی باللہ کے بعد امیر الامراء کا یہ جبر و استبداد اور خود سرانہ اقتدار ایک عرصہ تک قائم رہا ۔ حکومت کی مشینری پر یہ عجمی امیر الامراء پوری طرح حاوی تھے ۔ لیکن سیاسی مصلحت سے ان خودسروں نے خلافت اور وزارت کے القاب اختیار کرنے سے اجتناب کیا تھا ۔ لیکن انہیں اپنا آلۂ کار بنا رکھا تھا ۔ وہ جانتے تھے کہ خلافت اور وزارت عظمی کا عوام پر کتنا اثر ہے اور یہ دور خلافت عباسیہ کے آخر عہد تک قائم رہا۔

حــواشــی

١ ـ ھٹی، پروفیسر فلپ، تاریخ ملت عربی در ترجمہ مولوی سید ھاشمی، ص ٥٠٦ـ
٢ ـ القــرآن ، سورۃ طـہ ، ٢٩ ، ٣٠ ـ
٣ ـ القــرآن ، سورۃ الفرقان ، ٣٥ ـ
۴ ـ الخطیب العمری امام ولی الدین محمد بن عبداللہ ، مشکوۃ المصابیح کتاب مناقب ابی بکر و عمر، فصل اول جلد سوم ترجمہ مقبول الرحمان ، ص ٢٣٠ ـ
٥ ـ الخطیب العمری امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ، مشکوۃ المصابیح کتاب الامارۃ والقضاء ، فصل دوم جلد اول ترجمہ مقبول الرحمان ، ص ١٩٢ ـ
٦ ـ حسن ابراھیم حسن ڈاکٹر، ,, مسلمانوں کا نظم مملکت ،، ترجمہ مولوی علیم اللہ صدیقی، ص ١٣٣ ـ
٧ ـ ایضــاً ـ
٨ ـ کانپوری محمد عبدالرزاق ، برامکہ ، ص ١٨٠ ـ
٩ ـ الماوردی ابوالحسن علی بن محمد البغدادی، الاحکام السلطانیہ ، ترجمہ مولوی سید محمد ابراھیم ، ص ٣٨ ـ
١٠ ـ الفخری محمد علی ابن علی طباطبا، اصول ریاست و تاریخ ملوک ترجمہ مولانا محمد جعفر شاہ پھلواری ، ص ١٨٣ ـ
١١ ـ حسن ابراھیم حسن ڈاکٹر، مسلمانوں کا نظم مملکت ، ص ١٣٣ ـ
١٢ ـ گوھر رحمان مولانا ، اسلامی سیاست ، ص ٣٥٥ ـ
١٣ ـ الفخری ، اصول ریاست و تاریخ ملوک ، ص ١٨٢ ـ
١۴ ـ الماوردی، الاحکام السلطانیہ ، ص ٣٢ ـ
١٥ ـ ایضــاً ـ

16. Muhammad Aslam: 'Muslim Conduct of State' Based upon the Sulk-ul-Muluk written by Fadl-ullah-Bin Ruzlihan alfarhani, page 58.
17. Amir Ali Syed: A Short History of Sareens, page 412.

١٨ ـ الماوردی ، الاحکام السلطانیہ ،
١٩ ـ الفخری، اصول ریاست و تاریخ ملوک ، ص ١٨٣ ـ
٢٠ ـ طوسی نظام الملک ، سیاست نامہ ، ترجمہ
٢١ ـ کیکاؤس، قابوس نامہ ، بحوالہ از رشید احمد ، مسلمانوں کے سیاسی افکار ، ص ١٠٧ ـ
٢٢ ـ کانپوری عبدالرزاق، برامکہ ، ص ١٨٠
٢٣ ـ الماوردی ، الاحکام السلطانیہ ، ص ٣٩ ـ

۲۴ - ایضاً -

۲۵ - الماوردی ، الاحکام السلطانیه ، ص ۵۲ -

26. Muhammad Aslam: Muslim Conduct of State, page 59.

۲۷ - الماوردی ، الاحکام السلطانیه ، ص ۵۵ -

۲۸ - الفخری، اصول ریاست و تاریخ ملوک ، ص ۱۸۵ -

۲۹ - آستاں قمر بیگم، آداب سلطنت و رسوم معاشرت (یہ کتاب الحموی ابو عبداللہ یاقوت کی معجم الادبا سے ماخوذ ہے) ۔

۳۰ - حسن ابراهیم حسن ڈاکٹر، مسلمانوں کا نظم مملکت ، ص ۱۴۷ -

۳۱ - حسن ابراهیم حسن ڈاکٹر ، مسلمانوں کی سیاسی تاریخ ترجمہ مولوی علیم اللہ صدیقی جلد دوم ص ۳۲۶ -

۳۲ - حسن ابراهیم حسن ڈاکٹر، مسلمانوں کا نظم مملکت ، ص ۱۳۸ -

۳۳ - ابن خلدون عبدالرحمان ، مقدمہ ابن خلدون ترجمہ مولانا سعد حسن خان یوسفی ، ص ۲۳۱ -

۳۴ - ابن خلدون عبدالرحمان ، تاریخ ابن خلدون ترجمہ علامہ حکیم احمد حسین جلد سوم ، ص ۱۳۱ ، ۱۳۲

35. Husaini, S.A.Q. Dr: 'Arab Administration' page 182.

36. Globb, Johan, Bagot: Harpon-Al-Rashid and the great Abbasids, page 279.

۳۷ - ابن خلدون عبدالرحمان ، تاریخ ابن خلدون ، ص ۱۹۳ -

۳۸ - حسن ابراهیم حسن ڈاکٹر ، مسلمانوں کا نظم مملکت ، ص ۱۳۸ -

۳۹ - ابن خلدون عبدالرحمان مقدمہ ابن خلدون ، ص ۲۳۱ -

۴۰ - حسن ابراهیم حسن ڈاکٹر، مسلمانوں کا نظم مملکت ، ص ۱۴۳ -

۴۱ - ایضاً

۴۲ - ایضاً -

●●●